اشاعت میں بہتر کیا جا سکتا ہے۔ مجموعی طور پر کتاب دلچسپ اور معلومات افزا ہے (ظاہر مبین عاصم)۔

اسلامی کلچر، محمد مارماڈیوک پکتھال، ترجمہ: پروفیسر محمد ایوب منیر۔ ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۱۹۸۔ قیمت: ۱۰۰ روپے، مجلد۔

پکتھال (۷ / اپریل ۱۸۷۵ء - ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء) برطانیہ کے شہری تھے۔ ۲۹ نومبر ۱۹۱۷ کو اسلام قبول کیا، ۱۹۲۰ میں وہ ہندستان آئے، ۱۹۳۰ میں انھوں نے قرآن حکیم کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ زیر تبصرہ کتاب مدراس میں "اسلامی کلچر" پر ان کے خصوصی خطبوں کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔ اس سے قبل بھی یہ کتاب دو مختلف افراد کی کاوش سے اردو ترجمے کا روپ دھار چکی ہے۔ محمد ایوب منیر ایک مشاق مترجم ہیں، تاہم انھوں نے یہ وضاحت نہیں کی، کہ پہلے ترجموں کی موجودگی میں، وہ کس پہلو سے ترجمے کی کمی محسوس کر رہے تھے جس کے لیے انھوں نے یہ مہم سر کی، یا یہ کہ انھوں نے کس ترجمے سے استفادہ کیا۔

یہ کتاب پڑھ کر مصنف پر رشک آتا ہے کہ ایک غیر اسلامی تہذیب میں پروان چڑھنے کے باوجود انھوں نے نہایت تیزی سے اسلامی تاریخ و تعلیمات پر دسترس حاصل کر لی کہ وہ اسلام پر مغرب کے بے سروپا الزامات و اتہامات کی تردید اور اسلامی فکر کو پیش کرنے کے لیے وقف ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمانوں کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ ذہنی غلامی اور فکری مرعوبیت کے اس مقام پر کھڑا تھا کہ تصور کر کے ہی شرم آتی ہے۔ مصنف نے جو لکھا ہے، اور جس خوب صورتی سے مافی الضمیر کو پیش کیا ہے، اس کا احاطہ کسی تبصرے میں ممکن نہیں، اس روشنی اور لذت کے لیے کتاب کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

عیسائیوں کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈے کا تجزیہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا ہے: "عیسائیوں کے خلاف مسلمانوں میں مذہبی دیوانگی اور مخالفت کا جذبہ نہیں پایا جاتا" (ص ۳۱)۔ آج کوسووا اور بوسنیا کے واقعات کو ذہن میں رکھیے اور یہ پڑھیے: "یونان کی ۱۸۲۱ کی بغاوت میں مسلمانوں کو چن چن کر یوں قتل کیا گیا کہ ان کا نام و نشان مٹ گیا، اور مسجدوں کی لفظاً و معناً اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ کیا یہ ایک تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ بلقان میں مسلمانوں کی اکثریت کو عام یورپ کی تائید اور حمایت کے ساتھ پوری ہولناکی اور بے دردی سے اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا" (ص ۸۲)۔ یون کی ۱۸۲۱ کی جنگ آزادی میں موریہ کی تین لاکھ مسلم آبادی کے مرد، عورت، بچے اور بوڑھے سبھی شہید کر دیے گئے بلکہ یونان کے شمالی علاقوں میں بھی مسلمانوں کو ملیامیٹ کر دیا گیا لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ یورپین تاریخ میں اس قتل و غارت کا ذکر تک نہیں کیا گیا" (ص ۱۰۳)۔ عیسائی پادریوں نے باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ ان [عیسائیوں] کے مذہبی جنون کو پختہ کیا، [اور] انھیں بتایا کہ مسلمان کا قتل کار ثواب ہے (ص ۱۰۳)۔ ان کے

برعکس "رواداری اسلام کی سب سے بڑی قوت ہے" (ص ۱۰۴)۔

پکتھال جدیدیت زدہ مسلمانوں کے ذہنی افلاس کو مسترد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "آج ہر مسلمان یہ چاہتا ہے کہ شریعت [اسلامی] اپنی اولین اور خالص شکل میں عصر حاضر کے حالات و مسائل پر منطبق کر دی جائے (ص ۱۵۸)۔ مسلمانوں کے لیے حکومت خواہ انتخاب کے ذریعے برسراقتدار آنے والے صدر کی صورت میں ہو یا کوئی اور دوسرا نظام کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ ان کی تمام تر دلچسپی تو حکومت الٰہیہ میں ہے" (ص ۱۵۹)۔ کتاب کا غالب ترین حصہ ایسی ہی ایمان افروز سوچ سے گندھا ہوا ہے لیکن بعض مقامات پر ان کے طرز استدلال سے اتفاق ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر چہرے کے پردے کو وہ ایک "احمقانہ مصیبت" (ص ۱۲۵) قرار دیتے ہیں۔ البتہ اپنی راست روی کی وجہ سے وہ آگے چل کر یہ بھی کہتے ہیں: "جب مسلمان عورتیں اپنی آزادی پر بحث کریں تو انھیں اسلامی نصب العین پیش نظر رکھنا چاہیے۔ وگرنہ چشمہ حیات کے عوض سراب کی لامتناہی جستجو میں مبتلا ہو جائیں گی" (ص ۱۴۲)۔

پکتھال نے جو احادیث پیش کی ہیں ان میں بعض کی سند بہت کمزور ہے۔ مثال کے طور پر: "عالم کی روشنی شہید کے خون سے زیادہ مقدس ہے" (ص ۱۷) یا "رب کی پیدا کردہ کائنات پر ایک گھنٹے غور و فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے" (ص ۱۷) یا پھر: "علم حاصل کرو، خواہ تمھیں چین جانا پڑے" (ص ۲۱، ۴۳، ۶۵)۔ اس لیے مترجم کی ذمہ داری تھی کہ وہ آیات کے درست حوالے دیتے، متن پیش کرنے کا اہتمام کرتے اور احادیث نبویؐ کے حوالے اور متن پیش کر کے تخریج کرتے۔ اس سے موضوع، ضعیف اور متروکات کی نشان دہی ہو جاتی۔ مصنف سے اگر کوئی کوتاہی رہ جائے تو مترجم یا مرتب کو اپنے نوٹس یا حواشی میں اس کمی کو ضرور دور کرنا چاہیے۔ اسی طرح کتاب کے تمام ہی ابواب میں کچھ حوالہ جات کے نمبر دیے گئے ہیں مگر ان حوالہ جات کا متن کہیں دستیاب نہیں ہوتا۔ سید سلیمان ندوی نے مدراس میں سیرت رسولؐ پر خطبات دیے تھے۔ مترجم نے انھیں "نقوش سلیمانی" قرار دیا ہے (ص ۷)۔ حالانکہ یہ کتاب ان کے مختلف مضامین و خطبات کا مجموعہ ہے، البتہ سیرت پر جو خطبات دیے، انھیں خطبات مدراس ہی کہا جاتا ہے۔

بہرحال اردو خواں طبقے کے لیے ایک اچھی قابل قدر دستاویز ہے (س - م - خ)۔